AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 1, June 2021, PP: 65-82
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

مسلم ممالک کے عائلی قوانین میں نکاح کے لیے مطلوب قانونی عمر۔ایک تنقیدی جائزہ

The Minimum Legal Age for Marriage in Family Laws of Muslim Countries—A Critical Analysis

Hafiz Abdul Basit Khan[1] & Shabeer Ahmad[2]
[1]Assistant Professor Sheikh Zayed Islamic Centre, Punjab University, Lahore, Pakistan,
[2]Teacher Elementary & Secodary Education, Charsadda, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 01 Feb. 2021
Revised 15 March 2021
Accepted 20 June 2021
Online 30 June 2021

DOI:

***Keywords**:*
Marriage, Minimum legal age, Muslim family laws, Child Marriage.

ABSTRACT

Marriage has always been a part and parcel of human life. In this regard, Islam being the religion of nature has graced the humanity by giving injunctions that bind the institution of family and ensure the dignity of both male and female. Muslim countries after getting freedom from colonialist rulers have enacted family laws based on Sharī'ah. Traces of modernism and western family laws are found in these laws as many contradictions to Sharī'ah can easily be marked. A new concept of declaring minimum legal age for marriage has been introduced. This research paper presents a critical analysis of this law covering almost all family laws of Muslim countries. The authors have established the research question that whether declaring a minimum legal age for marriage is advocated by Islamic Sharī'ah and what are those elements that have been observed in forming minimum legal age. This paper concludes that although child marriage is allowed in Sharī'ah as at least two incidents of this kind of marriage have been transmitted from prophetic age but like many other practices these incidents reveal only the legitimacy of this marriage. The principle of Ṣadd al-Ẓarāi' (Blocking the Means) allows to ban child marriage as Walī (the guardian) in many cases misuse his authority.

*Corresponding author's email: basitmufti@gmail.com

CC BY

نکاح کے لیے عمر کی قید—— تاریخی اعتبار سے

قدیم تہذیبوں میں نکاح کے لیے کوئی مقررہ عمر کی قید نہیں تھی بلکہ والدین اپنی مرضی سے جب چاہتے اپنے بچوں کی شادی کر دیتے تھے۔ پروفیسر فلپ جے کنگ Philip J. King لکھتے ہیں:

> "A few anecdotal incidents, and a wealth of later documentation, suggests that women married young, while still in their teens, sometimes early teens, in fact; men waited until well into their twenties or even early thirties before marrying."[1]

یہود کے ہاں، والدین اپنے بچوں کی شادی اپنی مرضی سے ابتدائی عمر میں کرتے تھے اور کم سنی کی شادی کو اچھا سمجھا جاتا تھا۔ شادی کے لیے عمر کی حد 12 سال تھی تاہم اس سے پہلے بھی والدین اپنے بچوں کی شادی کر سکتے تھے۔ حتی کہ تین سال کی بچی کی منگنی بھی وہ اپنی مرضی سے کر سکتے تھے۔[2]

عیسائیت میں شادی کی عمر 12 سال تھی جس کو The age of Consent کہا جاتا تھا۔ اس عمر میں عورت کو شادی کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ تاہم اس کا والد اس کی شادی 7 سال کی عمر میں بھی کر سکتا تھا۔ پروفیسر Vern L Bullough یوں لکھتی ہیں:

> "Age of Consent throughout history has usually coincided with the age of puberty although at sometimes it has been as early as seven…The Roman tradition served as the base for Christian Europe as well as the Christian Church itself which generally, essentially based upon biological development, set it at 12 or 14 but continued to set the absolute minimum at seven."[3]

تاریخی اعتبار سے نکاح کے لیے ایک خاص عمر کی شرط مقرر کرنے کا باقاعدہ ذکر[4] Justinian Code میں ملتا ہے۔ جس کے مطابق مرد کے لیے نکاح کی عمر 14 سال اور عورت کے لیے 12 سال مقرر تھی۔[5]

نکاح صغر سنی اور اسلام

نکاح صغر سنی سے مراد ایسا نکاح ہے جس میں متعاقدین (نکاح کرنے والے) دونوں نابالغ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک نابالغ ہو۔ نکاح کے لیے کوئی خاص عمر کی قید نہیں ہے بلکہ یہ ایک معاشرتی عمل بھی ہے اور ضرورت بھی، اسی لیے اسلام نے نکاح کو ہر معاشرے کی تہذیب اور عرف وعادت پر چھوڑ دیا ہے۔

فقہائے اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ نابالغ کا نکاح جائز اور مباح ہے۔[6] بلوغت کی عمر مختلف علاقوں، قوموں، آب وہوا اور خوارک کی بناء پر الگ الگ ہوتی ہے۔ جہاں تک بلوغت سے پہلے نکاح کرنے کے اختیار کا مسئلہ ہے تو اس بات پر بھی فقہائے اربعہ متفق ہیں کہ بچہ یا بچی کو اپنے نکاح کا اختیار حاصل نہیں ہے۔[7] اگر کوئی بچہ یا بچی خود اپنا نکاح کرے تو اس کا انعقاد ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔[8] امام السرخسیؒ نے یہ مسئلہ یوں بیان کیا ہے:

> "وَإِذَا تَزَوَّجَ الصَّغِيرُ امْرَأَةً فَأَجَازَ ذَلِكَ وَلِيَّهُ جَازَ عِنْدَنَا؛ لِأَنَّ الصَّبِيَّ الْعَاقِلَ مِنْ أَهْلِ الْعِبَارَةِ عِنْدَنَا، وَلَكِنْ يَحْتَاجُ إِلَى انْضِمَامِ رَأْيِ الْوَلِيِّ إِلَى مُبَاشَرَتِهِ لِيَحْصُلَ تَمَامُ النَّظَرِ فَإِذَا أَجَازَ الْوَلِيُّ جَازَ ذَلِكَ، وَكَانَ

ذَلِكَ كَمُبَاشَرَةِ الْوَلِيِّ بِنَفْسِهِ حَتَّى يَثْبُتَ لَهُ الْخِيَارُ إِذَا بَلَغَ، وَعَلَى قَوْلِ الشَّافِعِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - لَا يَنْفُذُ بِإِجَازَةِ الْوَلِيِّ؛ لِأَنَّ مِنْ أَصْلِهِ أَنَّ عِبَارَةَ الصَّبِيِّ غَيْرُ مُعْتَبَرَةٍ فِي الْعُقُودِ،"[9]

نکاح صغر سنی کے مجوزین

جمہور فقہاء کمسنی میں ازدواج کے قائل ہیں۔ ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ والد اپنے بچوں کا نکاح بچپن میں کر سکتا ہے۔[10] ان کے دلائل یہ ہیں۔

نکاح صغر سنی کا جواز ــــــ قرآنی آیات سے استدلال

نابالغ لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح کے مجوزین قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍوَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ[11]

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر ان کے معاملہ میں تمہیں کوئی شک پیدا ہو جائے تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم ان کا ہے جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو۔"

مجوزین نکاح صغر سنی کے جواز کے لیے وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ کے الفاظ سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ کم سن بچیاں جو ابھی بالغ نہیں ہیں تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ عدت گزارنے کا حکم طلاق کے بعد ہوتا ہے اور طلاق نکاح کے قائم ہونے کے بعد ہی واقع ہوتی ہے۔ سو اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو عورت بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچی اور اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تو اس کی عدت تین مہینے ہو گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بلوغت سے پہلے عورت کا نکاح صحیح ہے۔۔ اس آیت کی یہی تفسیر اکثر مفسرین سے منقول ہے۔[12]

اس آیت کا شان نزول کچھ اس طرح ہے کہ جب سورۃ البقرۃ کی آیت: ﴿ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ﴾[13])اور جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہو۔ وہ تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں(نازل ہوئی تو حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس آیت میں عمر رسیدہ عورت، نابالغہ عورت اور حاملہ عورت کی عدت بیان نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سورۃ الطلاق کی مذکورہ آیت نازل ہوئی۔[14] سو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نابالغہ عورت کا نکاح صحیح ہے۔

نکاح صغر سنی کے جواز کے لیے قرآن کریم کی دوسری آیت یہ ہے:

﴿ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ ﴾[15]

"تم میں سے جو لوگ غیر شادی شدہ ہوں ان کے نکاح کر دو۔" الْاَيَامٰى جمع ہے الْاَيِّم کی۔ الْاَيِّم غیر شادی شدہ مرد ہو یا عورت دونوں کو کہتے ہیں۔[16] اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ الْاَيِّم کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے جس کا خاوند نہ ہو، خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ، بطور استعارہ اب اس کا اطلاق ایسے مرد پر ہونے لگا ہے جس کی بیوی نہ ہو۔[17]

آیت سے یہ استدلال ہے کہ یہاں اولیاء کو حکم ہے کہ تم الْاَيَامٰى کا نکاح کرو اور اس میں چھوٹے بڑے کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس لفظ میں مرد، عورت، دونوں داخل ہیں نیز صغیر اور کبیر کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔

نکاح صغر سنی ـــــ سنت نبوی سے استدلال

نکاح صغر سنی کے مجوزین ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نکاح ان سے اس وقت ہوا جب وہ چھ سال کی تھیں۔ یہ واقعہ حضرت عائشہؓ خود اس طرح بیان کرتی ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا"[18]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ برس کی تھی اور نو سال کی عمر میں مجھ سے خلوت کی گئی اور نو برس تک میں آپ ﷺ کے نکاح میں رہی، پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔"

یہ واقعہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں پانچ مختلف مقامات پر نقل کیا ہے۔ یہ حدیث صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی دیگر معتمد کتابوں میں مذکور ہے۔ مستشرقین اور متجددین کو اس روایت پر اعتراض ہے اور وہ کہتے ہیں کہ نو سالہ لڑکی کیسے ایک پچاس سالہ مرد کے قابل ہو سکتی ہے چنانچہ انہوں نے اس روایت کے صادق ہونے پر کئی قسم کے اعتراضات کیے ہیں۔ یہ اعتراضات روایت کے متن اور سند دونوں پر ہیں۔ سند پر اعتراض حدیث کے راوی ہشام بن عروہ پر ہے ان حضرات کا یہ خیال ہے کہ روایت ہشام سے مروی ہے اور ہشام کا حافظہ بڑھاپے میں کمزور ہو گیا تھا۔ [19]

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت صرف ہشام سے نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسرے راویوں سے بھی منقول ہے۔[20] ہشام پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آخری عمر میں ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہشام پر یہ الزام علماء فن اَسماء الرجال میں صرف ابن قطانؒ لگاتے ہیں، ان کے علاوہ کسی نے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا ہے۔ مگر ابن قطانؒ کا یہ الزام درست نہیں ہے۔ امام ذہبیہشام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہشام بن عروہ بڑے آدمی، حجت اورامام ہیں، بڑھاپے میں حافظہ کمزور تو تھا مگر ہمہ وقت ضعف نہیں رہتا تھا، ابن قطان نے انکے بارے میں جو بات کہی ہے اسکا کوئی اعتبار نہیں، حافظہ بگڑا ضرور تھا مگر ایسا نہیں بگڑا تھا جیسا عمومی طور پر بڑھاپے میں انتہائی بوڑھے لوگوں کا بگڑ جاتا ہے۔ وہ صرف چند ایک باتیں بھولے تھے، اور اس سے راوی کے حافظہ میں کوئی ایسا نقصان لازم نہیں آتا کہ اس کے روایات کو ترک کیا جائے، اس قدر بھول سے کون محفوظ ہے؟ آخری ایام میں جب ہشام بن عروہ عراق آئے تھے تو آپ نے اہل علم کے ایک بڑے مجمع میں احادیث بیان کیں، اس مجمع میں چند ہی احادیث ایسی تھیں جنکو آپ صحیح طور پر بیان نہ کر سکے (اکثر آپ نے درست بیان کیں) ایسی صورت حال کا سامنا دیگر بڑے لوگوں کو بھی اپنی آخری عمر میں کرنا پڑا جن میں امام مالک، امام شعبہ اورامام وکیع جیسے دیگر بڑے آئمہ کے نام آتے ہیں۔ مناسب یہی ہے اس الزام سے صرف نظر کیجئے اور بڑے بڑے ائمہ کو کمزور راویوں کے درجے میں لانے سے گریز کریں۔ ہشام بن عروہ تو شیخ الاسلام تھے۔[21]

مستشرقین کی عادت یہ ہے کہ وہ ایک عظیم راوی کی حیثیت کو مشکوک قرار دے کر اس کی آڑ میں ان سے منسوب ذخیرہ احادیث کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

مستشرقین اور ان کی فکر سے متاثر طبقہ اس حدیث کے متن پر اعتراض اس طرح کرتے ہیں کہ چھ سال اور نو سال کا ذکر کرنے میں راوی سے غلطی ہوگئی ہے یا لکھنے میں غلطی ہوگئی ہے جو دراصل 16 سال اور انیس سال تھی۔ بعض تجدد پسند مسلمان اس روایت کو عقل کے خلاف سمجھتے ہیں۔[22]

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب حضرت عائشہؓ کی عمر کی تصریح صحیح احادیث سے ثابت ہے تو اس کے مقابلے میں تاریخ کی شاذ روایات سے استدلال کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ اس قول کے قائل عبدالرحمن بن أبي الزناد (100ھ - 174ھ) ہیں اور یہ خود ایک ضعیف راوی ہیں۔[23]

ان لوگوں کا متن پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ بعض روایات میں چھ سال کی بجائے سات سال کا ذکر ہے[24] جس سے ان روایات میں اضطراب پیدا ہوتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا عقد اس وقت ہوا جب آپ کی عمر چھ سال پوری ہو چکی تھی اور آپ اپنی عمر کے ساتویں سال میں داخل تھیں یعنی آپ کی عمر چھ سال سے کچھ زیادہ تھی۔[25]

نکاح صغر سنی کے جواز کی دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کی بیٹی کا نکاح ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے کیا اور وہ دونوں نابالغ تھے۔[26]

نکاح صغر سنی کا جواز—— اجماع امت سے

ابن المنذر نے نکاح صغر سنی پر امت کا اجماع نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"وأجمعوا أن نكاح الأب ابنته الصغيرة البكر جائز"[27]

"فقہائے امت کا اس مسئلے پر اجماع ہے کہ جب والد اپنی نابالغ باکرہ بیٹی کا نکاح کرے تو یہ نکاح جائز ہے۔"

ابن حجر العسقلانی نے بھی اس مسئلے کے متعلق اجماع امت نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ایسی بچی کا نکاح بھی جائز ہے جس سے تعلق زوجیت قائم نہیں کیا جا سکتا ہو۔[28] اس سے بعض فقہاء نے اختلاف کیا ہے، لیکن ان کا اختلاف اجماع کے لیے مضر نہیں ہے۔[29]

نکاح صغر سنی کے عدم جواز کے قائلین

نکاح صغر سنی کے عدم جواز کے قائلین میں ابن شبرمہ اور ابو بکر الاصم جیسے فقہائے متقدمین شامل ہیں۔ امام طحاوی نے لکھا ہے کہ ابن شبرمہ کے نزدیک ایسی بچی جو مجامعت کے قابل نہ ہو، کا نکاح جائز نہیں بلکہ ایسا عقد باطل ہوگا۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا تعلق ہے تو یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔[30]

نکاح صغر سنی کے عدم جواز کے قائلین کے دلائل

نکاح صغر سنی کے عدم جواز کے قائلین قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

﴿وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ﴾[31]

"اور یتیموں کو بالغ ہونے تک آزماتے رہو پھر اگر تم ان میں سمجھ داری پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو۔"

یہ حضرات اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ یہ آیت نکاح کے ضمن میں مذکور ہے۔ اس آیت سے پہلی آیات میں نکاح کی بحث ہے اور اس کے بعد متصلاً یہ آیت مذکور ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح کا عقد بلوغت کے بعد ہی ہو گا۔ [32]

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ»"[33]

"رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بیوہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور نہ باکرہ کا بغیر اس کی اجازت کے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! باکرہ کی اجازت کس طرح معلوم ہو سکتی ہے، فرمایا کہ اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔"

یہ حضرات حدیث سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ اس روایت کی رو سے نکاح عورت کی اجازت سے منعقد ہوتا ہے۔ چاہے وہ کنواری ہو یا ثیبہ اور یہ بات ظاہر ہے کہ بچی کی اہلیت ناقص ہوتی ہے اس لیے اس کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔[34]

نکاح صغر سنی کے عدم جواز کے قائلین اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ»"[35]

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص نکاح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو وہ نکاح کرلے اس لیے کہ وہ نگاہ کو نیچی کرتا ہے اور شرمگاہ کو زنا سے محفوظ رکھتا ہے"

اس حدیث میں نکاح کرنے کا خطاب نوجوانوں کو ہے نہ کہ نابالغ بچوں کو، نوجوان سے مراد وہ شخص ہے جو بالغ ہو اور اس کی عمر تیس سال سے متجاوز نہ ہو۔[36] سو اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نکاح کا اہل وہ شخص ہے جو جوان یعنی بالغ ہو۔

نقلی دلائل کے علاوہ یہ حضرات عقلی دلائل سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ نکاح کا ایک مقصد نسل انسانی کی بقا ہے اور دوسرا مقصد شہوت نفسانی کو قابو میں رکھنا ہے۔ یہ دونوں مقاصد نکاح سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں کہ جب نکاح بلوغت کے بعد ہو۔[37] نکاح صغر سنی کی صورت میں ان مقاصد کا حصول ناممکن بلکہ لغو اور عبث ہے۔

مسلم ممالک میں نکاح کے لیے عمر کی تحدید

مسلم ممالک میں سب سے پہلے سلطنت عثمانیہ کے دور 1917ء میں مرتب کردہ عائلی قوانین[38] کی رو سے مرد کے لیے نکاح کی عمر 18 سال اور عورت کے لیے 17 سال مقرر ہوئی۔ اسلامی تاریخ میں نکاح کی اس تحدید کو ابتدائی قانون تصور کیا جاتا ہے۔[39]

اس کے بعد 1923ء میں مصر کے ہدیٰ شعراوی نامی خاتون نے الاتحاد النسائی کے نام سے خواتین کی ایک تنظیم بنائی۔ اس نے دیگر ممالک میں حقوق نسواں کی تنظیموں کے ساتھ مل کر عورتوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی۔ ہدیٰ شعراوی کی نگرانی میں اس تنظیم نے مصر اور دیگر بلاد عرب میں عمر نکاح کی تحدید کے لیے کوششیں شروع کیں۔ ان کی کاوش سے مصر میں نکاح کے لیے لڑکے کی عمر 18 سال جبکہ لڑکی کی عمر 16 سال مقرر ہوئی۔ دیگر عرب ممالک میں بھی اس حوالے سے قانون سازی کے لیے راہ ہموار ہوئی۔[40]

مصر کے عائلی قوانین کی رو سے عدالت کو اس کا پابند بنایا گیا کہ وہ کسی ایسے دعوی کی سماعت نہیں کرے گی جس میں لڑکی کی عمر 16 سال سے کم ہو۔1994ء میں عائلی قوانین میں ترمیم کے بعد نکاح کے لیے مرد اور عورت دونوں کی عمر 18 سال مقرر کی گئی اور 18 سال سے کم عمر میں کیے گئے نکاح کی رجسٹریشن ممنوع قرار دی گئی۔[41]

لبنان میں 1938ء میں عائلی قوانین نافذ کیے گئے اور بعد میں ترمیم کے ذریعے سن زواج، مرد کے لیے 18 سال اور عورت کے لیے 17 سال مقرر کی گئی۔[42]

شام نے عائلی قوانین (صادر شدہ 1953ء) میں مرد کے لیے نکاح کی عمر 18 سال اور عورت کے لیے 17 سال مقرر کی۔ البتہ اگر کوئی شخص 15 سال کی عمر میں اپنی بلوغت کا دعوی کرے اور قاضی کو مطمئن کر لے تو اب قاضی کو اختیار ہے کہ اسے نکاح کی اجازت دیدے۔[43]

اردن نے اپنے عائلی قوانین (صادر شدہ 1976ء) میں مرد کے لیے نکاح کی عمر 16 سال اور عورت کے لیے 15 سال مقرر کی۔ ترمیم کے بعد مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کی عمر 18 شمسی سال مقرر کی گئی۔ اس سے پہلے شدید ضرورت اور مصلحت کے پیش نظر 15 سال کی عمر میں قاضی کی اجازت سے عاقدین نکاح کر سکتے ہیں۔ اس قانون کی رو سے عاقدین میں سے مرد کی عمر عورت کی عمر سے بیس سال زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ بصورت دیگر عورت کی رضامندی لازمی ہو گی۔[44]

فلسطین نے (عائلی قوانین صادر شدہ 1976ء) آرٹیکل نمبر 5 میں مرد کے لیے نکاح کی عمر 16 سال اور عورت کے لیے 15 سال مقرر کی۔[45]

عراق نے اپنے عائلی قوانین میں ترمیم کے بعد مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کی عمر 18 سال مقرر کی ہے۔[46]

متحدہ عرب امارات نے اپنے عائلی قوانین کے آرٹیکل 20 جز 1 میں مرد کے لیے نکاح کی عمر 18 سال اور عورت کے لیے 16 سال مقرر کی۔ خلاف ورزی کی صورت میں مالی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔[47]

مسلم ممالک میں سن زواج کی تحدید کے سلسلے میں سب سے کم عمر سوڈان میں ہے۔ سوڈان کے عائلی قوانین (صادر شدہ 1991ء) کے آرٹیکل 40 جز 2 کے مطابق سن شعور 10 سال مقرر کی گئی۔[48]

مراکش (المغرب) کے عائلی قوانین مدونة الاسرة المغربية کے آرٹیکل 19 کے مطابق مرد اور عورت کے لیے نکاح کی عمر 18 سال مقرر کی گئی۔[49]

پاکستان کے عائلی قوانین کے مطابق نکاح کے لیے لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی کی عمر 16 سال مقرر ہوئی۔ 1961ء میں صدارتی حکم نامہ کے ذریعے نکاح کے لیے لڑکی کی عمر 14 سال مقرر کی گئی۔[50]

سعودی عرب میں نکاح کے لیے عمر کی تعیین

عصر حاضر میں نکاح صغر سنی کے حوالے سے سعودی عرب کو پوری دنیا میں تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ 2011ء میں جب سعودی عرب کے ایک مفتی نے یہ کہا کہ والدین اپنے بچوں کا نکاح کر سکتے ہیں چاہے وہ بچے جھولا جھول رہے ہوں۔ اسی طرح القسیم سے تعلق رکھنے والی 12 سالہ لڑکی کا نکاح اس کے والد نے 80 سالہ مرد سے کیا۔ لڑکی اور اس کی والدہ نے طلاق کے لیے عدالت میں درخواست دائر کی۔[51] اس

طرح کے واقعات عالمی ذرائع ابلاغ کی توجہ کا مرکز بنے اور نہ صرف سعودی عرب بلکہ پورے عالم اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔[52] مغربی حلقوں میں نابالغ بچیوں کے جواز نکاح کو تنقید کا نشانہ بنا کر اسلامی شریعت کو ناقص قرار دینے کی روش جاری ہے۔ اس صورتحال نے مسلم ممالک کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے عائلی قوانین میں نکاح کے لیے عمر کی تحدید اور تعیین کرے اور عدالتوں اور ججز کو اس کا پابند بنایا جائے کہ وہ نکاح کے لیے مقررہ عمر سے کم عمر کی صورت میں کسی بھی دعوی کی سماعت نہ کریں۔

اسلامی دنیا میں اس وقت سعودی عرب وہ واحد ملک ہے جہاں اسلامی شریعت نافذ ہے۔ اسلام نے نکاح کو آسان بنانے کی ترغیب دی ہے۔ جب نکاح کے راستے مسدود کیے جائیں گے تو اس کا نتیجہ معاشرے میں فحاشی کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اسلامی شریعت میں چونکہ نکاح کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہے اسلیے سعودی عرب میں نکاح کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

نکاح کے لیے تحدید عمر کے متعلق سعودی عرب کے علماء کی آراء

سعودی عرب میں نکاح کے لیے کم از کم عمر مقرر کرنے کے حوالے سے سعودی علماء کی دو مختلف آراء ہیں۔

1۔ نکاح کے لیے عمر کی تحدید اور تعیین جائز نہیں ہے اور اس حوالے سے قانون سازی درست نہیں ہے۔

2۔ نکاح کے لیے عمر کی تعیین اور تحدید ضروری ہے اور اس حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے۔

پہلی رائے الشیخ عبد العزیز بن بازؒ اور الدکتور صالح فوزان وغیرہ حضرات کی ہے۔ جبکہ دوسری رائے الشیخ محمد بن صالح العثیمین اور الشیخ عبداللہ بن منیع کی ہے۔

تحدید عمر نکاح ـــــ سعودی عرب کے علماء کی آراء کے دلائل اور ان کا جائزہ

نکاح کے لیے تحدید عمر کے مانعین کہتے ہیں کہ اس تحدید کی مثال ادلہ شرعیہ میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ اسلیے یہ شریعت اسلامی کے خلاف ہے۔ الشیخ عبد المحسن العباد لکھتے ہیں:

"فلا يجوزُ الإقدامُ على تبديلِ أو تعديلِ ما دلَّ عليهِ الكتابُ والسُّنةُ والإجماعُ، مِن عدمِ تحديدِ سنّ الزَّواجِ، بلِ الواجبُ الاستسلامُ والانقيادُ لِما دلَّت عليهِ الأدلَّةُ، دونَ اعتراضٍ عليها أو تقييدٍ لها"[53]

"نکاح کے لیے عمر کی عدم تحدید کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے ثابت ہے لہٰذا اس میں تبدیلی یا ترمیم جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس پر کسی قسم کا اعتراض کرنا یا اس کو کسی طرح مقید اور متعین کرنا درست نہیں ہے۔"

ان حضرات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس طرح کی تحدید اور تعیین اجماع امت کے خلاف ہے۔ ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اس طرح تحدید اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کام کو حرام ٹھہرانے کے مترادف ہے۔ نکاح کے لیے تحدید عمر کے بارے میں الشیخ عبد العزیز بن بازؒ فرماتے ہیں:

"فليسَ لأحدٍ أن يُشرِّعَ غيرَ ما شرَّعَهُ اللهُ ورسولُهُ، ولا أن يُغيِّرَ ما شرعَهُ اللهُ ورسولُهُ؛ لأنَّ فيهِ الكفايةَ، ومَن رأى خلافَ ذلكَ فقد ظلَمَ نفسَهُ، وشرَعَ للناسِ ما لم يأذنْ بهِ اللهُ"[54]

"کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ اور رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرائے یا حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرائے۔ یہی مسلمانوں کے لیے کافی ہے۔ جس کی رائے اس کے خلاف ہو تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور لوگوں کے لیے ایسی چیز کو جائز قرار دینے کی کوشش کرتا ہے، جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ہے۔"

ان حضرات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نکاح کے لیے تحدید عمر کی تحریک مغرب سے شروع ہوئی ہے اور یہ مغرب کی تقلید کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ الشیخ عبدالرحمان البراک کہتے ہیں کہ جو کام کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع امت کی رو سے مباح ہو اور اس کی ترغیب دی گئی ہو تو اس پر پابندی لگانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہر وہ قانون جو شریعت کا مخالف ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کی مخالفت ہے۔ لہٰذا نکاح صغر سنی پر پابندی لگانا یا نکاح کے لیے عمر کی تحدید کے حوالے سے کسی قسم کی قانون سازی درست نہیں ہے۔ جہاں تک نکاح صغر سنی سے متعلقہ مفاسد کا تعلق ہے تو ان مفاسد کا سد باب شریعت کی روشنی میں ضروری ہے، مثلاً اولیاء کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں۔ علاوہ ازیں حکومتی سطح پر نکاح کی عمر کے حوالے سے قانون سازی کی جائے تاکہ ان مفاسد سے بچا جا سکے جو اس کی وجہ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ [55]

نکاح کے لیے تحدید عمر کے قائلین کے دلائل

ان حضرات کے دلائل یہ ہیں:

1۔ نکاح کے لیے تحدید عمر کا مسئلہ متقدمین علماء سے منقول ہے۔ علمائے متقدمین میں سے ابن شبرمہ، ابوبکر الاصم اور عثمان البتی اس کے قائل تھے۔ ان حضرات کا قول یہ ہے کہ نکاح کے لیے متعاقدین کا بالغ ہونا ضروری ہے اور بلوغت سے پہلے بچی کا نکاح جائز نہیں ہے۔ اسی طرح معاصر علماء میں سے ابوزہرہ بھی اس کے قائل تھے۔

2۔ نابالغ بچیوں کے نکاح سے وہ شرعی مقاصد حاصل نہیں ہوتے جو ہونے چاہیں، اس کے متعلق الشیخ محمد العثیمین لکھتے ہیں:

"ايُّ فائدةٍ للصَّغيرةِ في النِّكاحِ؟! وهل هذا إلا تصرُّفٌ في بُضْعِها على وجهٍ لا تدري ما معناهُ؟! لننتظرْ حتَّى تعرفَ مصالحَ النِّكاحِ، وتعرفَ المرادَ بالنِّكاحِ ثم بعدَ ذلكَ نزوِّجُها، فالمصلحةُ مصلحتُها"[56]

"بچی کے نکاح میں کونسا فائدہ ہے۔ نکاح کے مقاصد میں سے ایک مجامعت ہے اور مجامعت سے بچی واقف نہیں ہے۔ سو اس کے نکاح کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے بالغ ہونے تک انتظار کریں اور بلوغت کے بعد جب وہ نکاح کی مصلحت اور مقصد سے واقف ہو جائے تو اس کے بعد اس کا نکاح کرنا چاہیے۔ ہمیں بچی کی مصلحت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔"

3۔ نابالغ بچیوں کا نکاح بسا اوقات دنیاوی اغراض پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں ان بچیوں کی مصلحت پیش نظر نہیں ہوتی بلکہ کبھی مال کی لالچ میں ان کا نکاح بڑی عمر کے مرد کے ساتھ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح نکاح کے مفاسد بالعموم مصالح سے زیادہ ہوتے ہیں۔ [57] الشیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں:

"وكمْ مِن امرأةٍ زوَّجَها أبوها بغيرِ رضاها، فلمَّا عرفتْ وأتعبَها زوجُها قالتْ لأهلِها: إمَّا أن تفكُّوني مِن هذا الرَّجلِ، وإلا أحرقتُ نفسِي، وهذا كثيرًا ما يقعُ؛ لأنَّهم لا يراعونَ مصلحةَ البنتِ، وإنَّما يراعونَ مصلحةَ أنفسِهم فقط، فمنعُ هذا عندي في الوقتِ الحاضرِ متعيَّنٌ"[58]

"کتنی ہی عورتوں کے نکاح ان کے والدان کی رضامندی کے بغیر کرادیتے ہیں۔ جب عورت کو پتہ چلتا ہے اور اس کا شوہر اسے تنگ کرتا ہے تو وہ اپنے خاندان والوں سے کہتی ہے کہ مجھے اس شوہر سے چھڑاؤ ورنہ میں خود کو جلاتی ہوں۔ ایسے واقعات بارہامرتبہ پیش آچکے ہیں۔ کیونکہ خاندان والے بچی کی مصلحت کا لحاظ نہیں رکھتے وہ تو صرف اپنی مصلحت کو سامنے رکھتے ہیں۔ میرے نزدیک نابالغ بچیوں کا نکاح عصر حاضر میں ممنوع ہے۔"

وہ مزید لکھتے ہیں کہ نابالغ بچیوں کے نکاح پر اگرچہ اجماع منقول ہے لیکن میرے نزدیک اس کی ممانعت احسن ہے۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے نکاح ہے تو یہ روایت اپنی جگہ بالکل صحیح ہے لیکن عصر حاضر میں کوئی شوہر ایسا ہو سکتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ جیسے اوصاف موجود ہوں یا کوئی لڑکی ایسی ہو سکتی ہے جس میں حضرت عائشہ جیسی خوبیاں موجود ہوں۔

عصر حاضر میں تو بعض لوگ اپنی بیٹیوں کو بیچنے پر مصر ہیں۔ بچی کا والد اپنے ہونے والے داماد سے مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے اس نکاح کے عوض اتنی رقم دو، بچی کی والدہ، بھائی اور بہن کو اتنی رقم دو۔ ان حالات میں نابالغ بچیوں کے نکاح پر پابندی لگانا بے حد ضروری ہے۔ جب اس بچی کا نکاح صغر سنی میں کیا جاتا ہے تو بالغ ہونے پر اسے خیار مل جاتا ہے مگر اس صورت میں وہ کیا کر سکتی ہے، مجبوری کے درجہ میں وہ شوہر کے ہاں ہی زندگی گزارنے پر راضی ہو جاتی ہے۔[59]

4۔ نکاح کے لیے تحدید عمر کے قائلین کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ شریعت مصالح کی رعایت اور دفع مفاسد کے لیے ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ شریعت مصالح کی تکمیل اور مفاسد کی تعطیل کے لیے ہے۔[60] بڑی منفعت کے حصول کو چھوٹی منفعت پر اور بڑی مضرت کو چھوٹی مضرت سے بچنے پر ترجیح دینا شریعت کے اصول میں سے ہے۔ قواعد فقہیہ کی رو سے مصالح حاصل کرنے سے زیادہ مقدم مفاسد دفع کرنا ہے۔[61] لہذا نابالغ بچیوں کے نکاح کے مفاسد مصالح سے زیادہ ہیں اور ان نکاح صغر سنی کی صورت میں ان بچیوں کو جو ضرر لاحق ہوتا ہے اس سے بچنا مقدم ہے بہ نسبت اس نکاح پر مرتب ہونے والی منفعت کے۔

علامہ العز بن عبد السلام لکھتے ہیں:

"إِذَا اجْتَمَعَتْ مَصَالِحُ وَمَفَاسِدُ فَإِنْ أَمْكَنَ تَحْصِيلُ الْمَصَالِحِ وَدَرْءُ الْمَفَاسِدِ فَعَلْنَا ذَلِكَ۔۔۔إن تعذَّر الدَّرءُ والتَّحصيلُ فإن كانت المفسَدةُ أعظمَ من المصلَحةِ، درَأنا المفسَدةَ ولا نُبالي بفَواتِ المصلَحة"[62]

"جب کسی کام کے دو پہلو ہوں، ایک پہلو میں منفعت ہو اور دوسرے میں مضرت ہو تو اگر ان کے درمیان تطبیق ممکن ہو یعنی منفعت کا حصول اور مضرت سے بچاؤ بیک وقت ممکن ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر اس طرح عمل ممکن نہ ہو تو دیکھا جائے گا اگر مضرت کا پہلو مصلحت کے پہلو پر غالب ہو تو مضرت سے بچاؤ والے پہلو کو اختیار کیا جائے گا اور مصلحت کے فوت ہو جانے کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔"

5۔ سد ذرائع کی رو سے بھی نابالغ بچیوں کا نکاح ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسلاف کے ہاں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی لیے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنے کی ممانعت فرمائی کہ کہیں یہ مباح کام مفاسد کا ذریعہ نہ بنے۔[63] حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

6۔ سعودی عرب کے نظام میں تحدید عمر نکاح کے لیے نظائر موجود ہیں۔ اگر سعودی باشندہ سعودی عرب میں مقیم اجنبی سے نکاح کرتا ہے تو اس صورت میں مرد اور عورت کی عمر 25 سال ہونا ضروری ہے۔ اگر سعودی عرب کا کوئی مرد ملک سے باہر کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس صورت میں اس کی عمر 35 سال ہونا ضروری ہے۔[64] سو جس طرح یہاں نکاح کے لیے تحدید عمر کا آئین موجود ہے تو اسی طرح عمومی طور پر بھی نکاح کے لیے مرد اور عورت کے لیے تحدید عمر کا قانون ہونا چاہیے۔

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا دلائل کے تناظر میں مقالہ نگاران کی رائے یہ ہے کہ نکاح کے لیے تحدید عمر میں مصالح اور مفاسد دونوں موجود ہیں۔ اس لیے فریق دوم کے دلائل عصر حاضر سے ہم آہنگ ہیں اور شریعت میں بھی ایسی قانون سازی کی مثالیں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں جو علماء نکاح صغر سنی کے جواز کے قائل ہیں، وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔[65] لہذا نکاح کے لیے تحدید عمر کے حوالے سے اصول و ضوابط کی ضرورت ہے۔ البتہ اس میں ولی کو استثنائی صورتوں میں مقررہ عمر سے پہلے بچے کے نکاح کرنے کا اختیار دیا جائے۔ بعض اسلامی ممالک نے نکاح کے لیے جہاں لڑکے اور لڑکی کے لیے مقررہ عمر کی شرط لگائی ہے تو وہاں استثنائی صورت میں والدین کو اختیار دیا ہے کہ قاضی کی اجازت سے مقررہ عمر سے پہلے اپنے بچوں کا نکاح کر سکتا ہے۔[66]

حواشی و حوالہ جات

[1] Philip J. King and Lawrence E. Stage, Life in Biblical Israel, Westminster John Knox Press, USA, 1 edition 2002, page 37

[2] The Mishnah: Translated from the Hebrew with Introduction and Brief Explanatory Notes, Translated by Herbert Danby, Hendrickson Publishers, Peabody, Massachusetts, United States, 2012, P-750

[3] Vern L Bullough and Helmut Graupner, JD, Adolescence, Sexuality, and the Criminal Law: Multidisciplinary Perspectives, Routledge, New York, 2014, P-25

[4]-Justinian Code رومن بادشاہ جسٹینین اول کے زمانے (529م- 565م) میں مرتب ہوا۔ یہ قانون چار کتابوں پر مشتمل تھا۔ تین کتابیں لاطینی زبان میں تھیں اور چوتھی کتاب یونانی زبان میں تھی۔

[5]THOMAS COLLETT SANDARS, The Institutes of Justinian with English introduction with English Introduction, Translation and Notes, EIGHTH EDITION, LONDON LONGMANS, GREEN AND CO, 1888, P-32

[6] -السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة ،المبسوط،دار المعرفة ، بيروت،1414ھ ،ص:212/4– 215؛ مالك بن أنس بن مالك، الامام، المدونة،دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة: الأولى، 1415ھ ،ص:110/2؛القرافی، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس المالكي، الذخيرة،ص:217/4؛ الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس ،الأم،دار المعرفة – بيروت، 1410ھ،ص:21/5؛ابن قدامة، المغني ،أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد المقدسي الحنبلي، ،مكتبة القاهرة،1388ھ ،ص:41/7

Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahal, Sḥams al-A'immah, Al- Mabsūṭ, (Dār Al-Maʿrifaḥ, Beirūt, 1414H), Vol-4, P-212; Mālik ibn Anas ibn Mālik, al-Imam, Al-Mudawwanah, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirūt, 1st edition, 1415H, pg 2/110; Al-Qarāfī, abu al-Abbās Shahāb al-Dīn Aḥmad ibn Idrīs al-Malikī, Al-Ẓakhīrah, Pg 4/217

[7] - الموسوعة الفقهية الكويتية،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت،الطبعة الثانية، دارالسلاسل – الكويت، ص:203/8

Al-Mawsū'ah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, Ministry of Awqāf and Islamic Affairs, Kuwait, 2nd Edition, (Dār Al-Salāsil) Kuwait, Vol.8, p.203

[8] - ابن حزم نے اس مسئلے میں فقہائے اربعہ سے اختلاف کیا ہے ان کی رائے یہ ہے کہ والد کو اپنی بچی کے نکاح کا اختیار تو حاصل ہے لیکن لڑکے کا نکاح بلوغت سے پہلے منعقد نہیں ہو گا۔ وہ اس مسئلہ میں یوں رقمطراز ہے :وَلَا يَجُوزُ لِلْأَبِ وَلَا لِغَيْرِهِ إنْكَاحُ الصَّغِيرِ الذَّكَرِ حَتَّى يَبْلُغَ فَإِنْ فَعَلَ فَهُوَ مَفْسُوخٌ أَبَدًا۔ تفصیل یہاں موجود ہے:ابن حزم الظاهري، أبو محمد علي بن أحمد الأندلسي ، المحلى بالآثار،دار الفكر ، بيروت،ص:44/9

Ibn Ḥazam Al-Ẓaḥirī, Abu Muḥammad Ali ibn Āḥmad Al-Andlusī, Al- Muḥallā bil al-Āsār, (Dār Al-Fikr), Beirūt, Vol.9, p.44

[9] - المبسوط،ص:26/4

Al-Mabsūṭ, vol.4, p.26

[10]- المبسوط،ص:212/4؛المدونة، ،ص:110/2؛ الأم،ص:21/5؛ المغني ، ص:41/7؛ابن المنذر، أبو بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري، الإشراف على مذاهب العلماء،المحقق: صغير أحمد الأنصاري أبو حماد،مكتبة مكة الثقافية، رأس الخيمة - الإمارات العربية المتحدة،الطبعة: الأولى، 1425ھ- 2004 م، ص:19/5

Āl- Mabsūṭ, Pg 4/212; Al-Mudawwanah, Pg 2/110, Al-Mughnī, Pg 7/41, Ibn al-Munzir, Abu Bakr Ibrahīm ibn al-Munzir al-Naysabūrī, Al-Ishrāf Alā Mazāhib al-'Ulemā, Muḥaqqiq: Ṣaghīr Aḥmad al-Anṣārī Abu Ḥammād, Maktabah Makkah al-Thaqāfiyyah, Ra's al-Khayma, al-Imārāt al-Arabiyyah al-Muttaḥidah, 1st edition, 1425H-2004AD, pg 5/19

[11] ۔الطلاق 65:، 4

Al-Ṭalāq, 65:4

[12]- ابن جرير الطبري ، محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن،المحقق: أحمد محمد شاكر، مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى، 1420 هـ، ص:451/23؛الشوكاني محمد بن علي بن محمد ، فتح القدير، دار ابن كثير، دار الكلم الطيب - دمشق، بيروت؛الطبعة: الأولى - 1414 هـ،ص:289/5؛الألوسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله ،روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني،المحقق: علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى، 1415 هـ،ص:332/14؛الماوردي، : أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري، النكت والعيون،المحقق: السيد ابن عبد المقصود ،دار الكتب العلمية - بيروت ،ص:32/6

Ibn Jarīr al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Jāmi' al-Bayān fī Ta'wīl al-Qur'ān, Edit. Aḥmad Muḥammad Shākir, Mu'assisah al-Risālah, 1st Edition, 1420H, pg 23/451; Al-Shawkānī, Muḥammad ibn Ali ibn Muḥammad, Fatḥ al-Qadīr, Dār ibn al-Kathīr, Dār al-Kalim al-Ṭayyib – Demashq, Beirūt, 1st edition, 1414H, pg 5/289

[13] -البقرة2: 228

Al-Baqarah, 2:228

[14]القرطبي، أبو عبد ا لله محمد بن أحمد ،الجامع لأحكام القرآن ،تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، دار الكتب المصرية — القاهرة،الطبعة: الثانية، 1384هـ ،ص:162/18؛ الواحدي، ابوالحسن علي بن احمد، اسباب نزول القران، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولي 1411هـ،ص:458؛البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى، كتاب العدد، بَابُ عِدَّةِ الَّتِي يَئِسَتْ مِنَ الْمَحِيضِ وَالَّتِي لَمْ تَحِضْ المحقق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت ،الطبعة: الثالثة، 1424 هـ ،رقم الحديث:15416،ص:690/7

Al-Qarṭubī, Abu Abdullaḥ Muaḥmmad bin Aḥmad, Al-Jāmi' li Aḥkām Al-Qur'ān, Edit. Aḥmad Āl-Bardūnī wa Ibrāhīm Aṭfaysḥ, (Dār Al-kutub al-Miṣriyyah), 2nd edition, Egypt, 1384 A.Ḥ. Vol 18, p. 162

[15] - النور 24: 32

Al-Nūr, 24:32

[16]ابن قتيبة، أبو محمد عبد الله بن مسلم الدينوري، غريب القرآن، المحقق:السيد احمد قصر، دارالكتب العلمية، بيروت، 1398هـ، ص:304؛الزمخشري ، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، جار الله ،الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،دار الكتاب العربي — بيروت،الطبعة: الثالثة – 1407 هـ،ص:233/3

Ịbn Qutaybah, Abu Muḥammad Abdullah ibn Muslim Al-Dīnūri, Gharā'ib Al-Qur'ān (Dār Al-kutub al-'Ilmiyyah) Beirut, 1398 AḤ. P. 304

[17] - الجامع لأحكام القرآن،ص:239/12، 240

Al-Jāmi' lī Aḥkām Al-Qur'ān, Vol 12, p. 239,240

[18] - البخاري ،أبو عبدالله محمد بن إسماعيل،الجامع الصحيح،كتاب النكاح،بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ، وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ،دار الكتب العلمية، بيروت،رقم الحديث:5158،ص:21/7

Abū Abdullah Muḥammad ibn Ismāʿīl Al-Bukhārī, Al-Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ, (Dār Al- kutub al-'Ilmiyyah) Beirūt, Ḥadīth̤ No. 5158

[19] Was Ayesḥa A Six-Year-Old Bride? Tḥe Ancient Mytḥ Exposed

Retrieved April 12, 2018, from ḥttp://www.ilaam.net/Articles/Ayesḥa.ḥtml

[20] - صحیح مسلم میں اس روایت کی دوسری سندثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ ہے-سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں ہے : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جھولے پر جھول رہی تھی الخ اس حدیث کی سند مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍہے یہ بات ظاہر ہے کہ 16سال کی لڑکی گڑیوں کے ساتھ نہیں کھیلتی - تفصیل یہاں موجود ہے:سنن النسائی، کتاب النکاح، باب البناء بابنة تسع ، رقم الحدیث، 3379ص:131/6؛سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الارجوجة، رقم الحدیث: 4937ص:295/7

[21] - الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد، ميزان الاعتدال في نقد الرجال،تحقيق: علي محمد البجاوي،دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت ،الطبعة: الأولى، 1382 هـ ،ص:301/4، 302

Al-Zahabī, Shams al-Dīn, Abū Abdullaḥ Muḥammad ibn Aḥmad, Mīzān al-'Itedāl Fī Naqd al-Rijāl, (Dār Al-Maʿrifah) Beirūt, 1st Edition, 1382 A.Ḥ.Vol 4, p. 301,302

[22] Age of Aisḥa (ra) at time of marriage, Retrieved April 12, 2018, from ḥttp://www.muslim.org/islam/aisḥa-age.ḥtm

[23] .امام احمد نے فرمایا کہ مضطرب الحدیث ہے۔ یحی بن معین نے فرمایا کہ محدثین ان کی حدیث سے استدلال نہیں کرتے۔ تفصیل یہاں موجود ہے:ابن حجر العسقلاني ،أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر تهذيب التهذيب،مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند،الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ،ص:171/6

[24]؛ابوداؤد، سليمان بن اشعث،السنن، كتاب الادب، باب فى الارجوجة،دار الرسالة العالمية،2009م، رقم الحديث: 4933ص:293/7؛ صحيح مسلم، كتاب النكاح، بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ، رقم الحديث:1422،ص: 1039/2؛ أبو عوانة، يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري ،المستخرج ،تحقيق: أيمن بن عارف الدمشقي،دار المعرفة – بيروت،1998م.،رقم الحديث: 4269،ص:79/3

Abū Dāwūd, Sulaymān bin Al-Ashʿath, Al-Sunan (Dār al-Risālah al-Ālamiyyah), Ḥadīth No. 4933

[25] - شبير أحمد العثماني، موسوعة فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم، دار إحياء التراث العربي،2006، كتاب النكاح ، باب تزويج الاب البكر الصغيرة، ص:571/6

Shabbīr Aḥmad Al-Uthmāni, Mawsū'ah, Fatḥ al-Mulhim bi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Muslim, (Dar Iḥyā al-Turāth Al-Arabī) 2006 AD ,Vol.6, p. 571

[26] - البيهقي، ابوبكر أحمد بن الحسين ،السنن الكبرى،كتاب النكاح، باب ما جاء فى انكاح اليتيمة، رقم الحديث:13697، ص:196/7

Al-Bayhqī, Abūbakr Aḥmad bin Ḥussayn, Al-Sunan Al-Kubrā, Ḥadiṭḥ No. 13697

[27]ابن المنذر، أبو بكر محمد بن إبراهيم النيسابوري ،الإجماع،المحقق : فؤاد عبد المنعم أحمد، دار المسلم للنشر والتوزيع،الطبعة : الطبعة الأولى 1425هـ/ 2004مـ،ص:78

Ịbn Al- Munḏir, Abūbakr Muḥammad bin Ibrāhīm Al-Naysabūrī, Al-Ijmā', (Dār al-Muslim Lī al-Nashr wa al-Tawzī') Beirut, p. 78

[28]ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني ، فتح الباري شرح صحيح البخاري،دار المعرفة - بيروت، 1379هـ،ص:190/9

Ibn Ḥajar Al-Asqalānī, Aḥmad ibn Ali ibn Ḥajar Al-Asqalānī, Fatḥ Al-Bārī (Dār Al-Maʿrifaḥ, Berūt) 1379 A.Ḥ, Vol 9, p. 190

[29] - امام غزالی نے لکھا ہے کہ بعض فقہاء کے اختلاف کے باوجود جمہور کا کسی مسئلے پر متفق ہونا حجت ہے۔ جبکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ حجت نہیں ہے۔ امام غزالی کا رجحان دوسرے قول کی طرف ہے۔ تفصیل یہاں موجود ہے: الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، المستصفى،تحقيق: محمد عبد السلام عبد الشافي،دار الكتب العلمية،الطبعة: الأولى، 1413هـ - 1993م،ص:146

[30] - المحلى بالاثار،ص:38/9؛المبسوط للسرخسى،ص:212/4؛ فتح الباري شرح صحيح البخاري ،ص:190/9

Al- Mūḥallā bi al-Āthar, Vol.9, p.38

[31] - النساء 4: 6

Al-Nisā, 4:6

[32] -الغفيلي، فهد بن محمد، السنا الوهاج في سن عائشة عند الزواج ، دار لصميعي للنشر والتوزيع، الرياض،المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى 2011،ص:293، 294

Al-Ghufaylī, Fahd ibn Muḥammad, Al-san al-Wahhāj fī Sin Ā'isha 'Ind Zawwāj, (Dār li-Ṣamī'ī li al-Nashr wa al-Tawzī') Riyādh, Kingdom of Saudi Arabia, 1st Edition, 2011 AD, p. 293,294

[33] - صحيح البخاري،كتاب النكاح، بَابُ لاَ يُنْكِحُ الأَبُ وَغَيْرُهُ البِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا، رقم الحديث:5136، ص:17/7؛

Al-Jāmi’ Al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, Ḥadīth No. 5136

[34]المحلی بالاثار،ص:38/9؛ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج،ص:203/9

Al- Mūḥallā bi al-Āthar, Vol.9 ,p.38

[35] - یہ الفاظ سنن النسائی کے ہیں تفصیل یہاں موجود ہے:سنن النسائی، کتاب الصیام، ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ، فِي فَضْلِ الصَّائِمِ رقم الحدیث:2242،ص:170/4؛جب کہ دوسری کتابوں میں اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ ہے کہ جو شخص نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے روزے رکھنےچاہیں اس لیے کہ روزے رکھنے سے اس کی قوت شہوانی ختم ہو جاتی ہے۔ تفصیل یہاں موجود ہے: صحیح البخاری، کتاب النکاح، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ» وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لاَ أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ " ،رقم الحدیث:5065

[36]بدر الدين العينى، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى، عمدة القاري شرح صحيح البخاري،دار إحياء التراث العربي – بيروت،ص:67/20

Badr al-Dīn al-‘Aynī, Abu Muḥammad Maḥmūd bin Aḥmad bin Mūsā, ‘Umdah al-Qārī, (Dar al-Turāth al-Arabī), Beirūt, Vol 20, p.67

[37] - المبسوط للسرخسی،ص:212/4

Al-Mabsūṭ, lī al-Sarakhsī, Vol. 4, p.212

[38]۔ سلطنت عثمانیہ نے 1917ء میں عائلی قانون نافذ کیا، جسے حقوق العائلۃ العثمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی دنیا میں پہلا مدون عائلی قانون تصور کیا جاتا ہے۔ یہ قانون دو کتابوں (حصوں) پر مشتمل ہے۔ اس میں کل 157 دفعات تھیں۔ پہلی کتاب میں مناکحات کا ذکر ہے، جس میں چھ ابواب ہیں جو پیغام نکاح، اہلیت نکاح، عقد نکاح، کفو، مہر اور نفقہ کے متعلق ہیں۔ جبکہ دوسری کتاب (حصہ) میں متفرقات کا ذکر ہے، جو طلاق، تفریق اور عدت کے متعلق ہے۔ ترکی میں یہ قانون صرف دو سال کے لیے نافذ العمل رہا اور 1919ء میں ختم کر دیا گیا۔ جبکہ ترکی کے علاوہ دوسرے مسلم ممالک میں یہ قانون کئی سالوں تک کسی نہ کسی صورت میں نافذ رہا۔ یہ قانون اگرچہ صرف نکاح اور طلاق کے احکام پر مبنی تھا اور دوسرے عائلی قوانین کا ذکر اس میں موجود نہیں تھا۔ لیکن مسلم ممالک میں عائلی قوانین کی تدوین کی طرف ایک ابتدائی قدم تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے(تشوار حميدو زكية،الدكتورة، مصلحة المحضون في ضوء الفقه والقوانين الوضعية: دراسة نظرية وتطبيقية مقارنة، دارالمنهل، 2008، ص:15

[39]۔محمد امين الحسيني، تحديد سن الزواج بتشريع قانوني، مجلة المنار، جمادي الاخرة، 1342ھ، 63/25

Muḥammad Amīn Al-Ḥussaynī, Taḥdīd Sin al-Zawwāj bi al-Tashrī’ Qānūnī, Majallah al-Manār, 1342, AḤ, Vol.25, P.63

[40]۔عبدالوهاب خلاف، أحكام الأحوال الشخصية في الشريعة الإسلامية على وفق مذهب أبي حنيفة وما عليه العمل بالمحاكم،دارالقلم للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة الثانية 1990م، ص:33

Abdul Wahhāb Khallāf, Aḥkām al-Aḥwāl al-Shakhsiyyah fī al-Sharī’ah al-Islamiyyah Ala Wafq Mazhab Abī Ḥanīfah wa mā ‘Alayihī al-‘Amal bi al-Muḥākim, (Dār al-Qalam li al-Nashr wa al-Tawzī’), Kuwait, 1990A.D p.33

[41]تطور سن الزواج في القانون – المجلس القومي للمرأة

Retrieved April 15, 2018, from http://ncw.gov.eg/ar/marrara/

[42] - محمد ابوزهرة، محاضرات في عقد الزواج واثاره، دارالفكر العربي، بيروت، ص:23

Muḥammad Abū Zūḥrah, Muḥāḍirāt fī ‘Aqd al-Zawj wa Āthariḥī (Dār al-Fikr Al-Arabī) Beirut,p.23

[43]وَهْبَة الزُّحَيْلِيّ، الدكتور، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ ، دار الفكر - سوريَّة – دمشق، ص:6689/9

Wahba al-Zuḥaylī, al-Fiqh al-Islami wa Aillatuhū, Dār al-Fikr, Damascus, Vol.9, p. 6689

[44]قانون الأحوال الشخصية الأردني رقم (36) لعام 2010، المادة:10و 11

[45] [PDF]لسنة قانون الأحوال الشخصية 1976

Retrieved April 15, 2018, from ḥttp://arabic.dci-palestine.org/sites/arabic.dci-palestine.org/files/qanwn_al-aḥwal_al-sḥkḥsyḥ_lsnḥ_1976.pdf

[46]عبدالرحمن بن سعد الشثري، حکم تقنين منع تزويج الفتيات اقل من 18 سنة و تحديد سن الزواج، دارالفلاح، الفيوم، مصر، الطبعة الثانية، 2010م، ص:16

Abdul Reḥman ibn Sa'ad al-Shathrī, Ḥukm Taqnīn Man' Tazwīj al-Fatyāt Aqal min 18 Sanah wa Taḥdīd sin al-Zawwāj, (Dār Al-Falāḥ) Egypt,2nd Edition 2010 AD, p.16

[47]سليمان عمر الأشقر، الدكتور، احكام الزواج في ضوء الكتاب والسنة ، دارالنفائس للنشر والتوزيع، الأردن، الطبعة الاولى 1997، ص:115

Sylaymān 'Umar Al-Ashqar, Aḥkām Al-Zawwāj fi Ḍaw' al-Kitāb wa al-Sunnah, (Dar al-Nafā'is li al-Nashr wa al-Tawzī'), Jordan, 1st Edition, 1997 A.D,p.115

[48] **PDF]** قانون الأحوال الشخصية للمسلمين لسنة 1991م قانون السودان - موقع قوانين ...

Retrieved April 15, 2018, from http://www.lawsofsudan.net/dmdocuments/aḥwal.pdf

[49]، عبدالمومن شجاع الدين، الدكتور، تحديد سن الزواج : دراسة فقهية قانونية مقارنة، جامعة الصنعاء، مارس 2008،ص:25

Abdul Mu'min Shujā' al-Dīn, Dr, Taḥdīd Sin al-Zawwāj, Dirāsah Fiqhiyyah Qānūniyyah Muqāranah, Jāmi'ah al-Ṣan'ā Marcḥ, 2008, p. 25

[50] The Muslim Family Laws Ordinance 1961 - Punjab Laws

Retrieved April 15, 2018, fromḥttp://punjablaws.gov.pk/laws/777a

[51] ۔ عرب اخبارات میں یہ واقعہ فتاة بريدة Tḥe girl of Buraidḥ سے مشہور ہوگیا۔ تفصیل یہاں موجود ہے:

McLaugḥlin, KG and Al-Ḥakami, Ḥ (2016)*Debateable Marriages: Marriage and cḥild marriage in Saudi Arabia.* Marriage and Family Review, 52 (7). pp. 654-664. ISSN 1540-9635

[52] Angus McDowall & Summer "Cleric Figḥts Saudi Bid to Ban Cḥild Marriages," *Tḥe Wall Street Journal*, July 29, 2011

[53] كلمة أخرى حول منع الإسلام تحديد سن الزواج - عبد المحسن بن حمد العباد البدر

Retrieved April 16, 2018, from
ḥttp://al-abbaad.com/articles/23-1431-02-15

[54]الشيخ ابن باز، عبد العزيز بن عبد الله بن باز،مجموع فتاوى ومقالات متنوعة، اعداد: محمد بن سعد الشويعر، دار القاسم للنشر والتوزيع، الرياض، 1420ھ،ص:127/4

Al-Shaykh Ibn Bāz, Abd al-Azīz ibn Bāz ibn Abd-Allah ibn Bāz, Majmū' Fatāwā wa Maqālāt Mutanawwa'ah, I'dād: Muḥammad ibn Saad al-Shuway'ar, Dār al-Qāsim li al-Nashr wa al-Tawzī', al-Riyādh, 1420 AḤ,Vol.4, p.127

[55] - حكم تقنين منع تزويج الفتيات اقل من 18 سنة و تحديد سن الزواج،ص:91- 94

Ḥukm Taqnīn Man' Tazwīj al-Fatyāt Aqal min 18 Sanah wa Taḥdīd sin al-Zawwāj, p. 91-94

[56] -محمد بن صالح العثيمين، الشرح الممتع على زاد المستقنع، دار ابن الجوزى ، الدمام ، المملكة العربية السعودية، الطبعة الاولى 1427ھ، ص:57/12

Muḥammad ibn Ṣāliḥ Al-Uthaymīn, al-Sharḥ al-Mumatti' alā Zād al-Mustaqni' (Dār ibn al-Jawzī), al-Damām, Saudi Arabia, 1st Edition, 1427 AḤ, vol.12,p.57

[57] - مجلة المنار،ص:135/25

Majallah al-Manār, Vol.25,p.135

[58] ۔ محمد بن صالح العثيمين ، شرح صحيح البخاري، المكتبة الإسلامية للنشر والتوزيع، القاهرة، ص:272/6

Muḥammad ibn Ṣāliḥ Al-Uthaymīn, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, al-MAktabah al-Islamiyyah li al-Nashr wa al-Tawzī', Cairo, vol. 6,p.272

[59] ۔ المرجع السابق، ص:272/6- 274

[60]ابن تيمية ، أحمد بن عبد الحليم ،الاستقامة،المحقق: د. محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود – المدينة المنورة،الطبعة: الأولى، 1403،ص:288/1

Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn Abd al-Ḥalīm, al-Isteqāmah, al-Muḥaqqiq, Dr Rashād Sālim, (University of Imam Muḥammad bin Saūd) Madīnah al-Munawwarah, 1st Edition, 1403,vol1,p.288

[61]۔قواعد فقہیہ کا قاعدہ ہے:دَفع المفاسِد مُقدَّمٌ على جلبِ المصالِح یا درءُ المفسَدَة أولى مِن جَلب المصلَحَة۔ تفصیل یہاں موجود ہے:بدر الدين الزركشي، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر، البحر المحيط في أصول الفقه،دار الكتبي،الطبعة: الأولى، 1994م،ص:281/7؛ابن النجار الحنبلي،: تقي الدين أبو البقاء محمد بن أحمد بن عبد العزيز بن علي الفتوحي، شرح الكوكب المنير،المحقق: محمد الزحيلي ونزيه حماد،مكتبة العبيكان،الطبعة: الطبعة الثانية 1418هـ – 1997 مـ،ص:447/4

[62] ۔ العز بن عبدالسلام، أبو محمد عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام ، قواعد الأحكام في مصالح الأنام،دار الكتب العلمية – بيروت، 1991 م،ص:98/1

Al-'Izz ibn Abd al-Salām, Abū Muḥammad 'Izz al-Dīn Abd al-Azīz ibn Abd al-Salām, Qawā'id al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1991 AD, vol.1 ,p.98

[63] ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک یہودی عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا۔ تفصیل یہاں موجود ہے: االسنن الكبرى للبيهقي،كتاب النكاح،بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ حَرَائِرِ أَهْلِ الشِّرْكِ دُونَ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَتَحْرِيمِ الْمُؤْمِنَاتِ عَلَى الْكُفَّارِ،رقم الحديث:13984، ص:280/7

[64] مأذون الأنكحة الشرعي .....:: أنظمة الزواج بالمملكة العربية السعودية
Retrieved April 17, 2018, from http://www.almathoon.com/S8.html

[65] هل يعد زواج القاصرات «ظاهرة» من الواجب محاربتها بمعزل عن أي اعتبار؟,
Retrieved April 20, 2018, from http://archive.aawsat.com/details.asp?section=52&article=748204&issueno=12753#.WtoTLtyg_IU

[66] ۔ قانون الأحوال الشخصية الأردني میں جہاں نکاح کی عمر مرد و عورت کے لیے 18 سال مقرر ہے تو وہاں اس بات کی وضاحت موجود ہے کسی مصلحت کے پیش نظر بچے کے والدین اس عمر سے پہلے بھی بچے کا نکاح کرسکتے ہیں۔ تفصیل یہاں موجود ہے:
قانون الأحوال الشخصية الأردني المادة :10 (أ) من هذه المادة يجوز للقاضي وبموافقة قاضي القضاة أن يأذن في حالات خاصة بزواج من أكمل الخامسة عشرة سنة شمسية من عمره وفقاً لتعليمات يصدرها لهذه الغاية إذا كان في زواجه ضرورة تقتضيها المصلحة، ويكتسب من تزوج وفق ذلك أهلية كاملة في كل ما له علاقة بالزواج والفرقة وآثارهما.